آپؐ کے آلات حرب

مولانا سعید احمد صدیقی

الحمد للّٰہ رب العٰلمین. والعاقبة للمتقین. والصّلوٰة والسّلام علیٰ سَیّد الاَنبیاء واَشرف المُرسَلین اَمّا بَعد فاعوذ باللّٰہ مِن الشّیطٰن الرّجیم. بِسمِ اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحیم. واَعدّوالهم مَا استطعتُم مِن قُوَّةٍ وَّمِن رِّباط الخیل تُرهِبُونَ به عدوَّاللّٰہ و عدوّکُم واخرین مِن دُونِهِم لَا تعلمُونَهم اللّٰہ یعلمُهم (۱) وقال تعالیٰ یآیهاالّذِینَ امنُوا خُذُواحِذرَکُم فَانفِروا ثُباتاًاَوانفِرُوا جمیعاً (۲)

ہے خلق و مروت سپاہ محمد ﷺ زمانہ فتح بشمشیر محبت

شریعت مطہرہ کا زرّیں اصول ہے کہ مشرکین وکفار جو اہل ایمان کے خلاف عداوت، بغض وعناد رکھتے ہیں اور ظلم وسرکشی جن کا شیوہ ہے پہلے ان کو دعوتِ اسلام دی جائے اگر وہ تسلیم کرلیں تو وہ پھر اہل ایمان کے بھائی ہیں اور اگر قبول نہ کریں تو اب اشارہ تلوار کا ہے کہ ان سے قتال کروتا کہ دنیا سے ظلم وفساد اور کفر وشرک ختم ہوکر اسلام کی آفاقی تعلیمات اور عادلانہ نظام قائم ہوجائے۔

حضرت شاہ ولیٰ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔

> ''آپ ﷺ کی نبوت خلافت کبریٰ کے طور پر تھی کہ آپ ﷺ نے شریعت کا نظام سارے عالم میں پھیلایا اور اس کے لئے ایک جماعت تیار کی جنہوں نے آپ ﷺ کے بعد اس کی تکمیل کی اور اللہ کا پیغام گھر گھر پہنچایا اور اللہ کے عطا کردہ قانون کو دنیا میں نافذ کردیا'' (۳)

جہاد سے متعلق سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات: لیکن جہاد سے متعلق سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعلیمات بالکل واضح ہیں کہ یہ دفع شر، ظلم وستم کو ختم کرنے اور اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے ہے،

سرکارِ دو عالم ﷺ نے جہاد کے اصول وقوانین مقرر فرمائے جبکہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے قبل عرب میں جنگ کے وحشیانہ طریقے رائج تھے۔ مقاصد جنگ ذلیل وناپاک تھے جنگجو اور غیر جنگجو میں کوئی فرق نہ تھا عورتیں، بچے، بوڑھے، بیمار، زخمی سب کے ساتھ انتہائی وحشیانہ اور بدترین سلوک رکھا جاتا، مفتوح قوم کی عورتوں کو بے حرمت کرنا اور ان کی تحقیر وتذلیل کرنا فاتح کے مفاخر میں شمار ہوتا، اسیران جنگ کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا اور آگ میں جلا کر، ڈنڈے مار کر قتل کیا جاتا، پہاڑوں کی تہہ چوٹیوں پر قتل کیا جاتا اور اس وقت تک یہ عمل نہ رکتا جب تک خون پہاڑ کی چوٹی میں نہ پہنچ جاتا۔ (۴)

مقاصدِ جنگ: سرکار دو عالم ﷺ نے جنگ کا مقصد یہ بتایا کہ اللہ کے لئے ہو، اللہ کا بول بالا کرنے کیلئے ہو اور جنگ کا مقصد فریق مخالف کو ہلاک کرنا یا نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اس کے شر کو دفع کرنا ہے اور جنگ میں اتنی ہی قوت استعمال کی جائے جتنی دفع شر کیلئے ناگزیر ہو اور اس قوت کا استعمال صرف انہی طبقوں کے خلاف ہو جو عملاً برسر پیکار ہوں یا حد سے حد جن سے شر کا اندیشہ ہو باقی تمام انسانی طبقات کو جنگ کے اثرات سے محفوظ رکھنا ہے، بچوں، بوڑھوں، عورتوں، مذہبی پیشواؤں کو قتل کرنا منع ہے، درخت، کھیت کاٹنا منع ہے اسیران جنگ سے حسن سلوک کا حکم ہے وغیرہ۔

سرکار دو عالم ﷺ کے علم: عَلَم سے مراد وہ جھنڈا ہے جو جنگ کے موقع پر امیر الجیش (سپہ سالار) اٹھایا کرتے ہیں۔ جھنڈے کو لغت میں الرایہ اور لوئی بھی کہتے ہیں۔ کوئی نیزہ پر باندھتا تھا کوئی لمبی لکڑی وغیرہ پر سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔

حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت علی۔ حضرت زبیر بن عوام۔ حضرت سعد بن معاذ۔ حضرت سعد بن عبادہ۔ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ۔ حضرت مصعب بن عمیر رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے بہت سے صحابہ کرامؓ کو یہ شرف حاصل تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے جھنڈا لے کر چلا کرتے تھے۔ (۵)

سرکارِ دو عالم ﷺ کا جھنڈے باندھنا: نبی کریم صلی اللہ نے عبیدہ بن حارث بن مطلب رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ پر بھیجا اور ان کے لئے ایک جھنڈا بنا کر عطا فرمایا۔ اسی مدت میں دوسری سمت حضرت حمزہ بن مطلب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو بھی ایک جھنڈا دیا یہ سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے جھنڈا حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے

لئے باندھا گیا۔ حضرت الفزعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک جھنڈا باندھ کر دیا اور وہ سفید کپڑے کا تھا۔ ایک ہاتھ لمبا ایک ہاتھ چوڑا اور فرمایا کہ آواز لگاؤ کہ جو اس جھنڈے کے نیچے آئے گا وہ امن میں ہوگا۔(۶)

سرکارِ دو عالم ﷺ کے پرچم کا رنگ: غزوۂ بدر میں جو لوائے مبارک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا وہ سفید تھا اور فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم کا رنگ سفید مائل زرد تھا۔ کئی نے غبار آلود سیاہ رنگ بھی بتایا ہے جس کا نام ''العقاب'' تھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب جنگ ذات السلاسل سے واپس آئے تو اُن کے جھنڈے کا رنگ بھی سیاہ تھا۔

ایک روایت کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم دھاری دار تھا جو صدف کا بنا ہوا سیاہ رنگ کا تھا اور چاند جیسی صورت بنی ہوئی تھی اسی کو النمرہ بھی کہتے ہیں یعنی وہ شملہ جس میں سفید اور سیاہ خطوط ہوں۔

علَم کی اہمیت و عظمت: ترکی کے مشہور و معروف وزیر جودت پاشا کا ایک مقالہ ''لواء'' (پرچم) قابل ملاحظہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''لواء'' یعنی جھنڈا لوگوں میں اتحاد اور اجتماعیت کی علامت ہے۔ ایک دل اور ایک جسم سب کو مجتمع رکھتا ہے رشتہ داروں سے زیادہ محبت اور الفت پیدا کرتا ہے۔ میدان جنگ میں حوصلے اور ہمت بلند کرتا ہے۔ نیت مضبوط کرتا ہے۔ جھنڈا ہاتھ سے گرنا شکست کی علامت ہوتی ہے۔ خوف و دہشت پھیل جاتی ہے۔ جھنڈا گرتے ہی جب اپنا ساتھی اس کو اٹھا لیتا ہے تو فوج تازہ دم ہو جاتی ہے۔ مایوسی چھٹ جاتی ہے جس طرح کہ فوجی موسیقی ان کے ارواح کو خوش کر دیتی ہے، شجاعت پر اور آگے بڑھنے پر فوج کو ابھارتی ہے۔ اسی طرح جھنڈے کے لہرانے سے عزت اور کامیابی کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔ دیگر اقوام عالم میں موسیقی اور دوسرے آلات اور ذرائع لوگوں میں جوش و ولولہ پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موسیقی نہیں تھی۔ شوق شہادت اور رضائے الٰہی کافی تھا۔(۷)

سرکارِ دو عالم ﷺ کے پرچم کی تحریر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم پر "لا الٰہ اِلّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ" لکھا ہوا تھا اور اس کا نام ''العقاب'' تھا۔ آپ ﷺ کا ایک اور جھنڈا تھا جس کا نام "ریبۃ بیضاء" تھا بسا اوقات اس میں کوئی سیاہ چیز لگا دی جاتی تھی۔

انصار کا پرچم: حضور اقدس ﷺ نے انصار کے لئے زرد رنگ کا پرچم مقرر فرمایا۔ جب سُلیم کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تو عرض کیا کہ ہمارے جھنڈے کو سُرخ بنا دیجئے اور ہمارے شعار (خاص علامت) آگے رہنے کو بنا دیجئے۔ آپ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا اور ایسا ہی کیا۔

سرکار دو عالم ﷺ کا خیمہ اور چھاؤنی: انسان کے رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے گھروں کی وضاحت فرمائی ہے۔ ایک واللّٰہ جَعَلَ لَکُم مِن بُیُوتِکُم سَکَناً ''اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے گھر بسنے کی جگہ۔(۸)

یعنی وہ گھر جہاں قیام گاہ بناتا ہے چھت کے نیچے اس کو ''الکن'' بھی کہتے ہیں اور دوسرا "وَجَعلَ لَکُم مِّن جُلُودِ الانعَامِ بُیُوتاً" یعنی ''اور بنا دیئے تم کو چوپایوں کی کھال سے ڈیرے جو ہلکے رہتے ہیں۔(۹)

یعنی دوسرے قسم کا وہ گھر جو جانوروں کی کھالوں سے ہلکا پھلکا بنایا جاتا ہے مثلاً خیمہ، قبہ، چھاؤنی وغیرہ اس کو قسطاس بھی کہتے ہیں۔ مغرب کے لوگ اسے ''افراک'' یا ''الفرانکیہ'' بولتے ہیں۔ مصنف علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارے اسلاف میں سے یہ خیمہ نما گھر ''کتان'' کے ذریعہ بنایا اسی لئے ان کے خاندان کو کتانی کہا جاتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کے پاس ایک خیمہ تھا جس میں چالیس ۴۰ آدمیوں کی گنجائش ہوا کرتی تھی۔

قبہ بنانا: خیمہ کی طرح حفاظتی تدابیر میں سے ایک تدبیر یہ ہوتی تھی کہ قبہ بنا دیا جاتا تھا۔

سرکار دو عالم ﷺ کی تلواریں: حضور ﷺ کی تلواروں کی دو قسمیں تھیں ایک وہ جن کے دستوں اور پھلوں پر چاندی کے جڑاؤ کا کام کیا گیا تھا۔ فتح مکہ کے روز سرور عالم ﷺ کے پاس جو تلوار تھی اس پر سونے اور چاندی کا کام کیا گیا تھا۔ حضرت جعفر بن محمد سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی تلوار کا پھل اور قبضہ چاندی کا تھا۔

حضور ﷺ کی گیارہ تلواریں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔

1- **اَلمَاثُور:** یہ آپ کے والد ماجد کی تلوار تھی جو حضور ﷺ کو ملی تھی۔ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے تو اس وقت آپ کے پاس موجود تھی۔

2- **ذُوالفِقَار:** یہ بدر کی جنگ میں حضور ﷺ کو بطور مال غنیمت ملی تھی۔ اس کا دستہ چاندی کا تھا۔

3- قلعی: یہ تلوار بھی آپ ﷺ کے پاس تھی۔

4- البتار: یہ تلوار بھی آپ ﷺ کے پاس تھی۔

5- الحتف: یہ تلوار بھی آپ ﷺ کے پاس تھی۔

یہ تینوں تلواریں آپ ﷺ نے قبیلہ بنی قنیقاع کے ہتھیاروں سے لی تھیں یہی بات حضرت سعید بن حملی کہتے ہیں۔

(علی بن سلطان محمد، جمع الوسائل، ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، جلد ا ص ۱۸۵)

6- مخذام: یہ تلوار قبیلہ بنی طے کے مال خانے سے سرکارِ دو عالم ﷺ کو ملی تھی۔

7- رسوب: یہ تلوار قبیلہ بنی طے کے مال خانے سے سرکارِ دو عالم ﷺ کو ملی تھی۔

8- عَضب: جب رحمت دو عالم ﷺ غزوہ بدر کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔

9- قَضِیب: یہ بھی بنو قیقاع سے ملی

10- صَمصَاۃ: یہ عرب کے نامور پہلوان عمرو بن معدیکرب الزبیدی کی تلوار تھی۔ خالد بن سعید اموی نے سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کی تھی۔ سرور عالم ﷺ اس کو استعمال فرمایا کرتے تھے اور عرب کی مشہور ترین تلواروں سے ایک یہ بھی تھی۔

11- آل لُحَیفُ: یہ بھی آپ ﷺ کی تلوار کا نام ہے۔(۱۰)

سرکارِ دو عالم ﷺ کے نیزے:

سرکار دو عالم ﷺ کے پاس پانچ نیزے تھے۔(۱۱)

۱۔ اَلمثنوی: سرکار دو عالم ﷺ کے نیزے کا نام

۲۔ اَلمُنثنی: سرکار دو عالم ﷺ کے نیزے کا نام

۳۔ اَلنَّبعَہ اَلبَیضَاء: (یہ پہلے سے بڑا تھا) جب حضور ﷺ نماز عید پڑھانے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ نیزہ بطور سترہ گاڑا جاتا۔

۴۔ اَلعَنزَۃُ: یہ چھوٹا نیزہ تھا۔ عید کے دن حضور ﷺ کے سامنے چلنے والا اس کو اپنے ہاتھ میں پکڑتا۔ یہ نیزہ بھی عام طور پر سترہ کے طور پر استعمال ہوتا۔ گاہے گاہے نبی ﷺ اسے لے کر باہر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

۵۔ اَلھِدُّ القَمرۃُ: یہ بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کا نیزہ مبارک تھا۔

زاد المعاد کے مصنف علامہ حافظ ابن قیم سرکارِ دو عالم ﷺ کے نیزوں کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

''آپ ﷺ کے پاس پانچ نیزے تھے۔ایک کا نام مثوی اور دوسرے کا نام مثنی تھا۔ نیز آپ ﷺ کے پاس ایک حربہ بھی تھا جس کا نام نبعہ تھا۔ ایک اور بہت بڑا ابیضاء نام کا حربہ بھی تھا۔ایک چھوٹا سا عکاز کی شکل کا تھا جسے عنزہ کہا جاتا تھا اور عید کے موقع پر نبی ﷺ کے آگے آگے لے کر اُسے چلتے تھے اور نماز میں آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا اور نماز کے لئے اُسے سترہ (آڑ) بنالیا جاتا تھا۔گاہے گاہے نبی ﷺ اُسے لے کر باہر تشریف لے جایا کرتے۔'' (۱۲)

سرکارِ دو عالم ﷺ کی زرہیں: اسلام کے شروع کے زمانے میں زرہ کا استعمال عام تھا۔ آپ ﷺ نے بھی اُمت کی تعلیم کی خاطر زرہ استعمال فرمائی اور قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے بھی پوری احتیاط اور اسلحہ سے لیس ہو کر دشمن کے مقابلے کیلئے نکلنے کا کہا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

''اے ایمان والو! اپنی احتیاط رکھو پھر ان کے مقابلے میں متفرق اور یا جمیع طور پر نکلو'' (۱۳)

سرکارِ دو عالم ﷺ نے متعدد زرہیں مختلف وقتوں میں استعمال فرمائی ہیں جن میں محدثین کرام نے سات کے نام بھی گنوائے ہیں۔

1- اَلسُّغدِیَّہ: یہ وہ زرہ ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام نے پہنی تھی جب آپ نے جالوت کو قتل کیا۔

2- فِضّۃ: یہ اور پہلی زرہ سرکارِ دو عالم ﷺ کو بنو قینقاع کے اسلحہ کے ذخیرے سے ملی تھیں۔

3- ذَاتُ الفُضُول: یہ ایک لمبی زرہ تھی اور جب رحمت عالم ﷺ غزوۂ بدر میں شرکت کیلئے روانہ ہوئے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ یہی وہ زرہ ہے جو شہنشاہ کونین نے ابی شحم یہودی کے پاس تیس صاع کے بدلے رہن رکھی تھی۔

4- ذَاتُ الوِشَاح: سرکارِ دو عالم ﷺ کی زرہ کا نام ہے۔

5- ذَاتُ الحَوَاشِی: سرکاری دو عالم ﷺ کی زرہ کا نام ہے۔

6- اَلبَترَآءُ: یہ کیونکہ چھوٹی تھی اس لئے اسے اس نام سے موسوم کیا گیا۔

7- اَلخِرنَق: سرکارِ دو عالم ﷺ کی زرہ کا نام ہے۔ (۱۴)

احد کی لڑائی میں سرکارِ دوعالم ﷺ نے اوپر نیچے دو زرہ پہن رکھی تھیں حضرت سائب ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بدن مبارک پر جنگِ احد میں دو زرہیں تھیں جن کو اوپر نیچے پہن رکھا تھا۔(۱۵) غزوہ احد کے علاوہ بھی سرکارِ دو۲ عالم ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر دو زرہیں ذات الفضول اور سغد یہ زیب تن فرمائیں۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کے خود مبارک: اسلام کے شروع میں خود کا استعمال عام تھا اور یہ لڑائی کے وقت سر کو چوٹ سے بچانے کیلئے پہنا جاتا ہے سرکارِ دوعالم ﷺ نے خود، خود کا استعمال فرمایا ہے اور صحابہ کرام ؓ نے بھی اس کو استعمال کیا ہے۔ سرکاری دوعالم ﷺ کے خود کے نام

(i) موشح

(ii) ذوالسبوع

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے سر پر خود تھا۔

''حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر خود تھا'' (۱۶)

حافظ ابن قیم ؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب زادالمعاد میں فرماتے ہیں ''آپ ﷺ کے پاس ایک خود نما لوہے کی ٹوپی تھی جسے موشح کہتے ہیں اس پر تانبا لگا ہوا تھا ایک اور مسبوغ یا ذوالمسبوغ نام کا خود بھی تھا'' (۱۷)

سرکارِ دوعالم ﷺ کی ڈھالیں: سرکارِ دوعالم ﷺ کے پاس تین ڈھالیں تھیں جو آپ ﷺ نے جنگ کے موقع پر استعمال فرمائیں۔

۱۔ اَلزلوق: سرکارِ دوعالم ﷺ کی ڈھال کا نام ہے۔

۲۔ اَلفَتق: سرکارِ دوعالم ﷺ کی ڈھال کا نام ہے۔

۳۔ تمثال والی ڈھال: یہ ڈھال سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی گئی اس پر عقاب اور مینڈھے کی تمثال دیکھ کر آپ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اس تصویر پر سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے وہ تصویر مٹادی۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کی کمانیں، ترکش، تیر:

سرکاری دوعالم ﷺ کے پاس چھ کمانیں تھیں۔

۱۔ البیضآء۔ ۲۔ الزوراء۔ ۳۔ الروحاء۔ ۴۔ الصفراء۔

۵۔ الکتوم: یہ کمان غزوہ احد کے موقع پر ٹوٹ گئی تھی سرکارِ دو عالم ﷺ نے قتادہؓ بن نعمان کو مرحمت فرمائی۔

۶۔ السداد

سرکارِ دو عالم ﷺ کے تیروں کی تھیلی:

الکافور: سرکارِ دو عالم ﷺ کی تیروں کی تھیلی کا نام تھا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے گھوڑے: سرکارِ دو عالم ﷺ تمام جانوروں میں گھوڑوں سے بڑی محبت فرماتے ان کی عزت فرماتے ان کی تعریف فرماتے اور ان کے بارے میں وصیت فرماتے، سرکارِ دو عالم ﷺ نے ان کی پیشانی اور دم کے بال کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک خیر و برو برکت رکھ دی ہے۔ (۱۸)

حضرت اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے خیر و برکت باندھ دی گئی ہے جو شخص اسے جہاد فی سبیل اللہ کا ذریعہ سمجھ کر گھر باندھتا ہے اور اس پر محبت سے خرچ کرتا ہے اس کا بھوکا رہنا اور پیٹ بھر کر کھانا، پیاسا رہنا حتیٰ کہ اس کی لید اور پیشاب قیامت کے دن اس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ (۱۹)

جن خوش نصیب گھوڑوں کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی ملکیت ہونے کا شرف حاصل ہے ان کی تعداد چھبیس بیان کی گئی ہے ان میں سات گھوڑے وہ ہیں جن میں کچھ شک نہیں کہ وہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی ملکیت تھے۔ ان سات گھوڑوں کا جن کا ہم تفصیلاً ذکر کریں گے تمام راویوں کا اتفاق ہے۔ امام ابو عبداللہ محمد بن اسحاق بن جماعۃ الشافعیؒ نے ان کے نام ایک عربی شعر میں جمع فرمائے

والخیل سکب لحیف سبحۃ ظرب
لزاز مرتجز وردلها اسرار

(۲۰)

(1) السَّکب: یہ گھوڑا حضور ﷺ نے بنی فزارہ کے ایک آدمی سے مدینہ طیبہ کے بازار میں خرید فرمایا اور دس اوقیہ چاندی بطور قیمت ادا کی تھی۔ سرور عالم ﷺ نے اسی گھوڑے پر سوار

ہوکر میدان احد میں شرکت فرمائی یہ گھوڑا پنج کلاں تھا، اس کی پیشانی پر سفید نشان تھا اور اس کے چاروں پاؤں بھی سفید تھے۔ اس کا رنگ کمیت بیان کیا گیا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ اکثر اس پر سواری فرمایا کرتے۔ البتہ ابن اثیر نے کہا ہے کہ یہ گھوڑا مشکی رنگ کا تھا۔ یہ بڑا تیز رفتار تھا اس لئے اس کو سکب کے نام سے موسوم کیا گیا جس کا معنی تیزی اور طغیانی ہے۔

(2) سَبحَه: اس پر سوار ہوکر رحمت عالمیان ﷺ گھوڑوں کی دوڑ میں شرکت فرمایا کرتے اور یہ گھوڑا سب سے بازی لے جاتا۔ اس سے حضور ﷺ کو بڑی مسرت ہوتی تھی۔ ابن تبین کہتے ہیں کہ یہ سرخ رنگ کا گھوڑا تھا۔ حضور ﷺ نے بنی جہینہ کے ایک اعرابی سے خریدا تھا اور بطور قیمت دس اونٹ اس کے مالک کو دیئے تھے۔

(3) مرتَجِز: یہ گھوڑا نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے خریدا یہ نقرہ تھا۔ اس کے ہنہنانے کی آواز بڑی دلکش تھی۔ اس لئے اس کا نام مرتجز رکھا گیا۔

(4) لِزاز: یہ گھوڑا مقوقس شاہ مصر نے بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ کو یہ از حد پسند تھا۔ حضور ﷺ اکثر غزوات میں اس کو اپنی سواری کا شرف بخشا کرتے تھے۔

(5) اَلظَّرِب: یہ تمام گھوڑوں سے اعلیٰ ترین اور نفیس ترین گھوڑا تھا۔ فروہ بن عمرو الجذامی نے بطور تحفہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔

(6) لُحیف: اس کی دم بڑی لمبی تھی یہاں تک کہ وہ زمین کو ڈھانپ لیا کرتی۔ مالک اپنے باپ سے اور ان کے باپ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ۔

كَانَ لِلنَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يَقالُ لَهَا اللَّحيف

''ہمارے باغ میں جو حویلی تھی اس میں سرکار دو عالم ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام لحیف تھا ہم اس کے چارے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔''

(7) الورد: یہ سرخ رنگ کا گھوڑا تھا اس لئے اسے الورد سے موسوم کیا گیا اور سہل بن سعد سے مروی ہے کہ یہ گھوڑا تمیم الداری نے بارگاہ رسالت میں پیش کیا تھا۔ سرور عالم ﷺ نے یہ گھوڑا حضرت فاروق اعظم کو عطا فرمایا۔ آپ نے یہ گھوڑا حسبۃ للہ تعالیٰ ایک مجاہد کو پیش کر دیا تا کہ اس پر سوار ہو کر جہاد میں حصہ لے۔ (۲۱)

سرکارِدوعالمﷺ کی اونٹنیاں: سرکارِدوعالمﷺ کی تین اونٹنیاں تھیں جوکہ بہت مشہور تھیں کتب حدیث میں اکثر ان کا تذکرہ ملتا ہے۔

۱۔ القصواء: آپ ﷺ کے پاس قصوی نام کی بہت ہی عمدہ اونٹنی تھی سرکارِ دو عالم ﷺ نے اسی اونٹنی پر سوار ہوکر ہجرت فرمائی تھی۔

۲۔ العضباء: یہ سرکاری دوعالمﷺ کی بہت ہی تیز ترین رفتار اونٹنی تھی اور اتنی تیز رفتار تھی کہ کسی کو آگے نہیں نکلنے دیتی تھی ایک بار ایک اعرابی آیا تو اس کی اونٹنی مقابلے میں آگے نکل گئی تو مسلمانوں کو اس بات سے سخت رنج پہنچا، سرکاردوعالمﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ دنیا کی ہر فانی چیز اس وقت دنیا سے نہیں اٹھتی جب تک مائل بہ زوال نہ ہوجائے۔ (۲۲) عضباء عربی میں کان کٹے کو کہتے ہیں لیکن اس اونٹنی میں یہ عیب نہ تھا صرف اس نام سے مشہور ہوگئی تھی۔

۳۔ الجدعاء: جدعاء عربی میں ناک کٹی ہوئی کو کہتے ہیں لیکن سرکاردوعالمﷺ کی اونٹنی میں یہ عیب نہ تھا بلکہ اس نام سے مشہور ہوگئی تھی یہ بھی بہت عمدہ اونٹنی تھی۔

۴۔ چاندنی کی لگام والا اونٹ: غزوہ بدر میں سرکارِدوعالمﷺ کو مال غنیمت میں سے ابوجہل کا اونٹ ملا اس کی ناک میں چاندی کی لگام تھی۔ سرکارِدوعالمﷺ کو حدیبیہ کے موقع پر یہ اونٹ پیش کیا گیا تاکہ مشرکین اسے دیکھ کر جلیں۔

۵۔ دودھ دینے والی اونٹنیاں: سرکاردوعالمﷺ کے پاس بیس دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں۔ حضرت ذر بن ابی ذر الغفاریؓ سرکاردوعالمﷺ کی اونٹنیوں کے چرواہے تھے جو غابہ میں رہتی تھیں اسی طرح حضرت عریب ملیکیؓ بھی تھے جو سرکاردوعالمﷺ کے راعی اور چرواہے تھے۔ (۲۳)

سرکاردوعالمﷺ کے خچر: اصحاب سیر نے سرکارِدوعالمﷺ کے خچروں کا جو ذکر فرمایا ہے اس میں ان کی تعداد پانچ ظاہر ہوئی جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ دلدل: دلدل نام کا نہایت قیمتی خچر تھا جو دھاری دار تھا جسے بادشاہ مقوقس نے جوکہ قبط کا حکمران تھا سرکاردوعالمﷺ کی بارگاہ میں ھدیۃً بھیجا تھا۔

۲۔فضۃ : یہ وہ خچر تھا جسے فروہ جذامیؓ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں تحفہ کے طور پر پیش کیا تھا۔

۳۔سفید خچر: یہ ایک سفید خچر تھا جسے حاکم اَیلہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں ھدیۂ بھیجا تھا۔

۴۔تحفہ حاکم دومتہ الجندل: یہ خچر سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں دومتہ الجندل کے حاکم نے بطور ھدیہ ارسال کیا تھا۔

۵۔ تحفہ نجاشی: حبشہ کے مشہور عالم حکمراں شاہ نجاشی نے بھی سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں خچر ارسال کیا تھا جس پر سرکار دو عالم ﷺ سواری فرمایا کرتے تھے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے حمار (گدھے)

۱۔ یعفور: سرکار دو عالم ﷺ کے پاس یعفور نام کا حمار تھا۔

۲۔ عفیر : سرکار دو عالم ﷺ کا عفیر نام کا یہ حمار دھاری دار تھا جسے قبطی حکمران نے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔

۳۔ تحفہ فروہ الجذامی: ایک حمار سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں فروہ الجذامی نے بھیجا تھا۔

۴۔ تحفہ سعد بن عبادہؓ: حضرت سعد بن عبادہؓ نے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں ایک حمار پیش کیا جس پر سرکارِ دو عالم ﷺ نے سواری فرمائی۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محاصرہ طائف میں مسلمانوں نے پہلی بار منجنیق ، دبابے اور دیگر قلعہ شکن آلات کا استعمال کیا اور ان آلات کا طریقہ استعمال سیکھنے کیلئے آنحضرتؐ نے چند مسلمانوں کو ''جرش'' بھیجا، جو طائف سے جانب جنوب ایک شہر تھا۔

حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں پہلی مرتبہ ایک زبردست بحری بیڑہ تیار کیا گیا۔حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے عہد حکومت میں بحری طاقت کو فروغ دینے کیلئے جہاز سازی کے کارخانے قائم کئے۔ جن میں تقریباً سترہ سو جنگی جہاز اور سات سو جنگ کشتیاں تیار کی گئی تھیں

ولید بن عبدالمالک نے اپنے عہد حکومت میں بحری بیڑے پر خصوصی توجہ دی ان دنوں جہازوں کی نقل وحرکت کیلئے تیونس اور اسکندریہ میں زبردست بحری اڈے قائم تھے جہاز سازی کا سب سے بڑا کارخانہ تیونس کی بندرگاہ میں قائم کیا گیا تھا جہاں بیسیوں جہاز سالانہ تیار ہوتے ہیں اموی عہد

حکومت میں منجنیقوں کا استعمال کثرت سے کیا گیا جن سے دشمنوں کے قلعوں اور فصیلوں کا برباد کر دیا جاتا تھا۔ اموی عہد حکومت میں مسلمانوں نے محمد بن قاسمؒ کے زیر کمان، سندھ میں راجہ داہر کی سرکوبی کیلئے جو حملہ کیا، اس میں بھی منجیق استعمال کی گئی تھی۔

عباسیوں کے عہد حکومت میں فوجی تنظیم کی دیکھ بھال کیلئے ''دیوان الجند'' کے نام سے ایک محکمہ قائم کیا گیا جو فوجی سامان اور جنگی آلات وغیرہ سے متعلقہ انتظام کا ذمہ دار تھا

ابتدائی توپ: منجنیق کو ہم ابتدائی توپ کہہ سکتے ہیں، جس سے بڑے بڑے پتھر پھینکے جاتے تھے۔ ابتدا ۔ میں منجنیق سے صرف پتھر برسانے کا کام لیا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں لوہا اور گولہ بارود برسانے کا کام بھی لیا جانے لگا۔

آتشیں اسلحہ: دمشق کے ایک مسلمان کاریگر نے ایک آلہ ایجاد کیا جو ''نفت'' کہلاتا تھا یہ لکڑی کا ایک بڑا برتن تھا جس کی دم بہت بڑے نیزے کی طرح طویل تھی، اس سے جو آواز نکلتی تھی ہو بجلی کی کڑک کی مانند تھی اور یوں لگتا تھا کہ آتشیں ازدہا ہوا میں اڑتا ہوا چلا آ رہا ہے اس میں از حد تیز روشنی نکلتی تھی جس کے باعث رات کو دور دور تک کی چیزیں دکھائی دیتی تھیں۔ جب یہ ڈرم پھٹ کر زمین پر گرتا تو ہر طرف آگ پھیل جاتی تھی۔ ''نفت'' کا استعمال سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے صلیبی جنگوں میں کیا تھا۔ اس عہد میں نفت سازوں کو خصوصی طور پر فوجی محکمہ میں بھرتی کیا جاتا تھا۔ جو فوجی انجینئروں کے ماتحت فنی خدمات انجام دیتے تھے۔

گن پاؤڈر: صلیبی جنگوں میں مسلمانوں نے جو بارود استعمال کیا اسے گن پاؤڈر کہا جا سکتا ہے۔

ابتدائی پستول: مصریوں نے ایک آلہ ایجاد کیا جس سے پٹاخے یا پستول کی سی آواز پیدا ہوتی تھی، جسے سن کر دشمن ڈر جاتے تھے۔ ان آلات کو ''سوارخ'' کہا جاتا تھا۔ اس ابتدائی پستول کو ہم ابتدائی توپ بھی کہہ سکتے ہیں

مختلف قسم کی توپیں: مسلمانوں نے جنگوں میں جو ہتھیار استعمال کئے ان میں سے مندرجہ ذیل آلات کو ہم توپوں کی شکل کہہ سکتے ہیں:

☆ منجنیق (Treluchet)

☆ زیا (Mechanical Crosslow)

☆سطیر(Satair)

☆ماخیل البارود(Gun Powder)

☆قوار النفت(Post Of Naft)

ماخیل البارود اور قواریہ النفت میں بارود استعمال کیا جاتا تھا سلطان یوسف کے عہد میں جو توپ استعمال ہوئی اسے ''بندام النفت'' (بارودی انجن) کہا جاتا تھا۔ اس توپ سے بڑے بڑے گولے یا بارود خارج ہوتا تھا

اس توپ میں گولے، بارود کے ذریعے گرم ہو کر نکلتے تھے۔ اور جہاں گرتے تھے آگ لگا دیتے تھے عثمانیوں کے عہد حکومت میں استنبول کے محاصرے کے دوران ایسی توپیں بھی استعمال ہوئیں جس کی مدد سے چار سو کلوگرام کے گولے 24 کلومیٹر کے فاصلے تک پھینکے جا سکتے تھے۔

سلطان سلیم سوئم نے اپنے عہد حکومت میں منجنیقات(Balistics) اور دھات کاری(Metal Lurgy) کو متعارف کرانے کیلئے خصوصی انتظامات کئے اور مکتب قائم کئے جن میں فن اسلحہ سازی کی تعلیم دی جاتی تھی۔

اختتامیہ: مسلمانوں نے تلوار سازی اور دیگر جنگی ہتھیاروں کو بہتر سے بہتر اور کارکردگی کے اعتبار سے موثر بنانے پر کافی توجہ دی۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ گولہ اور بارود کا استعمال کہ گولہ اور بارود کا استعمال سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی کیا۔ مغربی اقوام نے بارود کا استعمال مسلمانوں ہی سے سیکھا تھا۔ منجنیق اور نفت خصوصی طور پر مسلمانوں ہی کی ایجاد ہیں توپوں کا استعمال سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی کیا تھا۔ (۲۴)

حواشی وحوالہ جات

۱. القرآن سورہ الانفال آیت ۶۰

۲. القرآن 'سوروۃ النساء آیت ۷۱

۳۔ بحوالہ محمد حسین صدیقی، آفتاب نبوت کی کرنیں، کراچی، دارالاشاعت ص ۲۵۵

۴۔ ابن اثیر، جلد ۱ ص ۴۰۹

۵۔ دور نبوی ﷺ کا نظام حکومت، علاقہ عبدالحیٔ کتانی) ترجمہ مولانا معظم الحق، کراچی، ادارۃ القران ۱۶۱

۶۔دورنبوی ﷺ کا نظام حکومت بحوالہ سابقہ ص ۱۶۲
۷۔دورِ نبوی ﷺ کا نظامِ حکومت علامہ عبدالحیٔ کتانی، ترجمہ مولانا معظم الحق کراچی، ادارۃ القرآن، ص ۱۶۳،۱۶۴
۸۔القرآن سورۃ النحل آیت ۸۰
۹۔القرآن، سورۃ النحل، آیت ۸۰
۱۰۔سیرتِ شامیہ، بحوالہ آفتاب نبوت کرنیں، محمد حسین صدیقی، کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۴ء ص ۲۵۷
۱۱۔زادالمعاد، حافظ ابن قیم، ترجمہ رئیس احمد جعفری، کراچی، نفیس اکیڈمی ۱۹۸۳، ص ۸۰
۱۲۔زادالمعاد، حافظ ابن قیم، ترجمہ رئیس احمد جعفری، کراچی، نفیس اکیڈمی ۱۹۸۳ جلد ا ص ۱۰۹،۱۰۸
۱۳۔القرآن، سورۃ النساء، آیت ۷۱
۱۴۔پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ج ۵ ص ۲۰۰
۱۵۔محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب السلاح، رقم ۲۸۰۶، کراچی، قدیمی کتب خانہ
۱۶۔محمد بن اسمٰعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب اللباس، باب المغفر، کراچی، قدیمی کتب خانہ رقم حدیث ۵۸۰۸
۱۷۔زادالمعاد علامہ حافظ ابن قیم، ترجمہ رئیس احمد جعفری، کراچی، دارالاشاعت ۱۹۸۳، ص ۱۰۹
۱۸۔بحوالہ تکملہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم، شیخ تقی عثمانی، کراضی، دارالاشاعت، حدیث ۴۸۰۸ جلد ۳ صفحہ ۳۹۲
۱۹۔امام احمد بن حنبل، مسند امام احمد، بیروت، مؤسسۃ الریان جلد ۴۵، حدیث ۲۷۵۷۴ صفحہ ۵۶
۲۰۔حافظ ابن قیم، زادالمعاد فی ھدی خیر العباد، بیروت، دارالکتب العلمیہ ۲۰۰۲ء ص ۸۷
۲۱۔حافظ ابن قیم، زادالمعاد فی ھدی خیر العباد، بیروت، دارالکتب العلمیہ ۲۰۰۲ء ص ۸۷
۲۲۔حافظ ابن قیم، زادالمعاد، محولہ سابقہ ص ۸۷
۲۳۔دورنبوی ﷺ کا نظام حکومت، علامہ عبدالحیٔ کتانی، محولہ سابقہ، ص ۱۷۱
۲۴۔المفکر الاسلامیہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۷ء ص/ ۶۰۔۵۹